# امام احمد رضا قدس سرہ العزیز اور انجمن نعمانیہ



تحریر و تحقیق
سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

رضا اکیڈمی
لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قدس سرہ العزیز

# امام احمد رضا اور انجمن نعمانیہ



تحریر و تحقیق

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)

لاہور۔ پاکستان

# سلسلہ نمبر 145


کتاب ............ امام احمد رضا اور انجمن نعمانیہ

مصنف ............ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

صفحات ............ ۱۳۷

ناشر ............ رضا اکیڈمی، لاہور

اشاعت ............ ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء

تعداد ............ دو ہزار

مطبع ............ احمد سجاد آرٹ پریس، لاہور۔


ھدیہ دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی، رجسٹرڈ لاہور۔

عطیات بھیجنے کے لیے

رضا اکیڈمی، اکاؤنٹ نمبر ۳۸ / ۹۳۸، حبیب بنک

وسن پورہ برانچ لاہور۔

بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات دس روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں۔

ملنے کا پتہ


رضا اکیڈمی رجسٹرڈ،

مسجد رضا، محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور، پاکستان کوڈ نمبر۔ ۵۴۹۰۰۔

فون۔ ۷۶۵۰۴۴۰

# انتساب

## بنام

آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت، امام اہل سنت، پیشوائے سالکین، واقف رموز حقائق، کاشف علوم دقائق امام الائمہ، سراج الامۃ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شافعی، مالک، احمد، امام حنیف

چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام (رضا)



سید صابر حسین شاہ بخاری

# ملفوظات تقدیم

(از قلم۔ فیض ملت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی دامت برکاتہم العالیہ جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور)

○

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ تعالی والصلوۃ والسلام علی رسولہ الاعلی

وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

اما بعد! ۱۶ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ کو عزیزم الحاج صوفی محمد مقصود حسین اویسی قادری کی معرفت ایک مقالہ بعنوان "امام احمد رضا اور انجمن نعمانیہ" موصول ہوا۔ ساتھ ہی عزیز موصوف کا خط پڑھا تو نہ صرف دلچسپی بڑھی بلکہ اس تمام مقالے کا بغور مطالعہ کیا اس ارادہ پر کہ اس میں تو میری روح و ایمان کی تازگی کی باتیں ہیں اور پھر لکھنے والے بھی میرے کرم فرما محسن سید صابر حسین شاہ بخاری قادری ہیں۔ اسی لیے مقالے کو بار بار پڑھا اور روحانی تسکین پائی۔

"انجمن نعمانیہ" آج تو قصہ پارینہ کی طرح ہے ورنہ اپنے جوبن میں جب اس کا طوطی بولتا تھا تو نہ صرف لاہور بلکہ پورے پنجاب کا صرف یہی انجمن سہارا تھی۔ آج لاہور میں جتنے ادارے اور انجمنیں کام کر رہی ہیں۔ یہ انجمن نعمانیہ کے عروج و ترقی کے دور کے سامنے عشر عشیر بھی نہیں۔

فقیر ابھی سن شعور میں قدم رکھ رہا تھا تو احباب سے اس کی دینی خدمات کے نغمے کانوں میں پہنچے۔ پھر بلبل فرید حضرت خواجہ محمد یار فریدی رحمہ اللہ تعالیٰ گڑھی اختیار خاں کی گاہے گاہے حاضری پر انجمن کے کوائف ذہن میں منقوش ہو گئے۔

تعلیمی فراغت کے بعد کتب اسلامیہ کے مطالعہ کا شغف بڑھا تو پنجاب کے

دینی اداروں میں سب سے بڑھ کر تحقیقی مضامین انجمن نعمانیہ کی مطبوعات کے ذریعے سامنے آتے۔

چونکہ اس مقالے کا موضوع امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سے وابستگی پر مشتمل ہے اور فقیر بھی اسی میخانہ کا ایک معمولی جرعہ خوار ہے، اس لیے جی تو چاہتا ہے کہ اس گراں قدر مقالے کے لیے بہت کچھ لکھوں لیکن اس وقت احیاء العلوم جلد چہارم کی ترتیب آخری منزل پر ہے اور ادھر بغداد معلی، شام اور حرمین شریفین کی حاضری کے لیے پابہ رکاب ہوں۔ اس لیے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

مولیٰ عزوجل اپنے محبوب رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل انجمن نعمانیہ کو وہی دور نصیب فرماتے جو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے سامنے گزرا۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔



مدینے کا بھکاری

فقیر قادری ابو صالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۸ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ

بہاول پور۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مقدمہ

از قلم:- علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نائب ناظم تعلیم دارالعلوم نعمانیہ لاہور۔

انجمن نعمانیہ لاہور کی بنیاد ۱۸۸۷ء میں رکھی گئی۔ لاہور کے چند دردمند حضرات نے دینی اور اعتقادی نشوونما کے لیے یہ انجمن قائم کی۔ ان ابتدائی حضرات میں جن علمائے کرام اور روسائے لاہور کے نام سامنے آتے ہیں۔ ان میں مولانا غلام دستگیر قصوری، مولانا غلام محمد بگوی خطیب شاہی مسجد لاہور، مفتی حکیم سلیم اللہ پلیڈر چیف کورٹ پنجاب خلیفہ تاج الدین احمد علامہ محرم علی چشتی ایڈوکیٹ، پروفیسر عبداللہ ٹونکی، نواب محبوب سبحانی، جیسے لوگ نمایاں نظر آتے ہیں۔

انجمن نعمانیہ لاہور ابتدائی دور میں ان مشنری عیسائیوں، آریہ سماجیوں، ہندو مہاسبائیوں اور بدعقیدہ مولویوں کے اعتقادی اثرات کو زائل کرنے میں مصروف رہی جو ملت اسلامیہ کی یکجہتی اور وحدت کو پارہ پارہ کرنے میں مصروف تھے۔ انجمن اپنے اہتمام میں اسلامی موضوعات پر جلسے کراتی۔ جلوسوں کا اہتمام کرتی۔ اعتقادی سیمنار منعقد کرتی تھی۔ مگر کچھ عرصہ بعد علمائے کرام کے مشورہ سے اسے ایک ایسا دارالعلوم قائم کرنا پڑا جو دینی علوم کی تدریس کا کام سرانجام دے۔ چنانچہ انجمن نعمانیہ لاہور نے شاہی مسجد لاہور میں ایک دارالعلوم قائم کیا جو آخرین کتابوں کی تدریس دیتا اور دوسرا دارالعلوم مسجد بکن خان اندرون موچی دروازہ لاہور قائم کیا گیا جو طلباء کو ابتدائی دینی تعلیم بہم پہنچاتا۔ ان دونوں درس گاہوں کو بڑے بڑے بلند پایہ اساتذہ میسر آتے تھے۔

۱۸۸۷ء سے لے کر ۱۹۱۱ء تک پورے چوبیس سال انجمن نعمانیہ کے یہ دونوں مدارس دینی علوم کے چشمے بن کر سارے پنجاب کو سیراب کرتے رہے۔ ان میں

بڑے بڑے بلند پایہ ماہرین علوم دینیہ نے تدریسی فرائض سرانجام دیے۔ اور اس عرصہ میں نہایت ہی پختہ کار علمائے کرام کی ٹیمیں تیار کیں۔ ۱۹۱۱ء کے بعد انجمن نعمانیہ نے ٹکسالی دروازے کے اندر ایک مستقل دارالعلوم قائم کیا۔ جس کی عمارت تدریسی رہائشی اور تبلیغی ضروریات کو پورا کرتی تھی، انجمن نعمانیہ لاہور نے اس انداز سے تدریسی نظام کو قائم کیا کہ جس کے معیار کو دیکھ کر سارے برصغیر کے گوشے گوشے سے طلباء آنے لگے۔ برصغیر ہندوستان سے ماورا افغانستان، تبت، برما اور چین کے جنوبی علاقوں سے طلباء آنے لگے۔

یہ انجمن اپنے مقاصد میں اتنی کامیاب تھی کہ ملک کے روساء اور امراء مالی معاونت کے لیے آگے بڑھے۔ عوام الناس ہی نہیں انجمن کے ریکارڈ سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ دارالعلوم نعمانیہ لاہور کی امداد کے لیے نواب آف بہاول پور، امیر کابل آف افغانستان اور نواب آف حیدر آباد دکن جیسے اراکین سلطنت بھی اس کی علمی خدمات کے معترف تھے۔

اگرچہ اس زمانہ میں انجمن حمایت اسلام لاہور، علی گڑھ کالج علی گڑھ، ندوۃ العلماء لکھنؤ اور دارالعلوم دیوبند مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے میدان عمل میں آچکے تھے مگر دینی علوم کی جو انفرادیت دارالعلوم نعمانیہ کو حاصل تھی وہ کسی دوسرے کے حصہ میں نہ آئی تھی۔ اسی طرح اس انجمن نے راسخ الاعتقادی اور دین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آبیاری کے لیے جو خدمات سرانجام دیں وہ کسی دوسرے ادارے کو نصیب نہ تھی۔ اس دارالعلوم نے سینکڑوں علماء و مشائخ کی تربیت کی جو آگے جا کر دنیائے اسلام کے مختلف خطوں میں آفتاب و ماہتاب بن کی چمکتے رہے۔

اسی عرصہ میں ہندوستان کے وسط میں شہر بریلی کے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اعتقادی اور فقہی میدان میں اپنا علم بلند کیے ہوئے نظر آتے ہیں۔ فاضل بریلوی نے اپنے علم و تحقیق سے

دنیائے اسلام میں بڑا بلند مقام حاصل کرلیا تھا۔ ان کے ہاں علمائے عرب و عجم خراج عقیدت کے لیے حاضر ہونے اور اہل علم کا ایک مجمع موجود رہتا تھا۔ علمائے حرمین شریفین نے آپ کی علمی اور اعتقادی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ فاضل بریلوی نے جب انجمن نعمانیہ لاہور کی اعتقادی اور دینی خدمات پر نگاہ ڈالی تو آگے بڑھ کر دست تعاون دراز کیا۔ انجمن کے اراکین اور علمائے کرام کو اپنا علمی تعاون پیش کیا اور دارالعلوم نعمانیہ سے ایسا رابطہ قائم کیا۔ جس کی مثال نہیں ملتی۔

ہمارے فاضل مؤلف سید صابر حسین شاہ بخاری قادری ناظم اعلیٰ ادارہ فروغ افکار رضا برہان شریف ضلع اٹک نے انجمن نعمانیہ کی علمی اور تدریسی خدمات کا جائزہ لیتے ہوئے فاضل بریلوی کے اعتقادی اور علمی روابط کو زیر نظر کتاب کی صورت میں ہمارے لیے چراغ راہ بنا کر پیش کیا ہے۔

فاضل مؤلف نے دارالعلوم نعمانیہ اور بریلی شریف کے ریکارڈ سے محدث بریلوی کی توجہات پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ کتاب ہمارے دینی اور اعتقادی اداروں کی تاریخ میں ایک سنہری لکیر ثابت ہوگی اس میں آپ نے ایسی گراں قدر معلومات اکٹھی کردی ہیں جو اس سے پہلے لوگوں کے سامنے نہیں آئیں۔ اور اس موضوع پر کام کرنے والے سکالرز کو بھی یہ کتاب راہنمایانہ راستہ دکھائے گی۔

ہم جناب سید صابر حسین شاہ بخاری قادری کو ہدیہ تحسین پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اس مفید کام کو سب سے پہلے اپنے قلم کا موضوع بنایا ہے اور ایک نہایت اہم کام سرانجام دیا ہے۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ!

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

۱۹-۹-۹۸

# انجمن نعمانیہ

## قمر یزدانی پنوانہ، ضلع سیالکوٹ

حلقہ اہل بصر ہے انجمن نعمانیہ
کاروان معتبر ہے، انجمن نعمانیہ

ہیں اراکین گرامی اس کے ارباب خرد
صورت سلک گہر ہے انجمن نعمانیہ

حق پسند و حق شناس و حق ادا، حق آشنا
حق بیاں اور حق نگر ہے انجمن نعمانیہ

خوش ادا و خوش بیان و خوش مقدر، خوش خصال
خوش خیال و خوش نظر ہے انجمن نعمانیہ

آفتاب علم و دانش سے جو تابندہ ہوئی
وہ درخشندہ سحر ہے انجمن نعمانیہ

اس سے پھیلی چار سو عزم و عمل کی روشنی
مثل خورشید و قمر ہے انجمن نعمانیہ

ہر اصول اس کا ہے مستحکم بتائید الہ
اس لیے پائندہ تر ہے انجمن نعمانیہ

ہے "چراغ راہ" اس کا ہر عمل سب کے لیے
وجہ توقیر بشر ہے انجمن نعمانیہ

اے قمر! دنیا میں اپنی عظمت کردار سے
باوقار و ذی اثر ہے انجمن نعمانیہ

# قطعہ تاریخ نگارش

## "نمونہ تجلیات رضا"

## ۱ ۹ ۹ ۶

اعلیٰ حضرت سے خصوصی رابطہ اس کا رہا
انجمن نعمانیہ ہے، سالک راہ رضا

تھے اراکین اس کے خود بھی صاحبان علم و فضل
قدرداں، پایہ شناس و رتبہ آگاہ رضا

وہ کرم خو بھی رہا اس پر ہمیشہ مہرباں
یہ سوالی بھی رہا دائم عطا خواہ رضا

یہ مقالہ حضرت صابر کا پر معز و نفیس
نذر اخلاص و عقیدت ہے بہ درگاہ رضا

اس سے ہے شان امام اہل سنت آشکار
اس سے ظاہر ہے مقام عالی و جاہ رضا

میں نے طارق اس کی تاریخ نگارش یوں کہی
چشمِ بددور "انجمن نعمانیہ ماہِ رضا"

۱ ۴ ۱ ۷ ھ

طارق سلطانپوری
(حسن ابدال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آفتاب علم دانش سے جو تابندہ ہوئی
وہ درخشندہ سحر ہے انجمن نعمانیہ

(قمر یزدانی)

انگریزی اقتدار کے سائے میں جب کچھ دریدہ دہن لوگ محبوب کائنات فخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں کرنے لگے (نعوذ باللہ من ذالک)۔ ائمہ مجتہدین، اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کی شان میں دیدہ دلیری سے کام لیا جانے لگا اور عقائد باطلہ کی کھلے بندوں تبلیغ ہونے لگی تو اس پرفتن دور میں ان خوفناک فتنوں کے طوفانوں کے سامنے مسلمانوں کے عقائد حقہ کی حفاظت کے لیے لاہور کے چند پاکیزہ انسانوں نے ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء میں ایک انجمن تشکیل دی اور فقہ حنفی کے امام سراج الامت حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی یاد میں اس کا نام "انجمن نعمانیہ" رکھا گیا۔

بانیان انجمن میں مولانا غلام دستگیر قصوری، مولانا محرم علی چشتی، خلیفہ تاج الدین احمد اور مفتی حکیم سلیم اللہ (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کے اسمائے گرامی خاص طور پر نمایاں ہیں۔ (۱)

ابتدائی طور پر اس انجمن کے اغراض و مقاصد کچھ اس طرح تھے:

۱۔ حنفیہ کرام بالخصوص علمائے حنفیہ حنفی کی جماعت کو ترقی دینا اور عقائد اعمال حنفیہ کی تعلیم کا انتظام کرنا۔

۲۔ تبلیغ اسلام بقید مذہب حنفی۔

۳۔ اہل سنت و جماعت مسلمانوں میں دینی اتحاد پیدا کرنا۔

۴۔ سیاسی امور سے علیحدہ رہ کر اہل سنت و جماعت کے دینی مفا[illegible]

گورنمنٹ ہند کی خدمت میں حسب ضرورت وقتاً فوقتاً گزارشات کرنا اور ان دینی خیالات کی نیابت کرنا اور احکام گورنمنٹ کی طرف سے کسی دینی معاملہ کے متعلق ان کو اپنی رسائی تک شائع کرنا۔ (۲)

ان اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے انجمن کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان دینی مدرسہ "دارالعلوم نعمانیہ" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ابتدائی ایام میں درس و تدریس کا آغاز شاہی مسجد لاہور میں شروع ہوا اور یہ سلسلہ عرصہ سولہ سال تک جاری رہا۔ بعد ازاں "انجمن اسلامیہ لاہور" سے اختلاف کی بناء پر "انجمن نعمانیہ" نے اسی تاریخی مسجد کے قریب اندرون ٹیکسالی دروازہ لاہور میں اپنی علیحدہ عمارت قائم کرلی، جہاں ایک صدی گزرنے کے باوجود ابھی تک یہ دینی تدریسی چشمہ رواں دواں ہے۔

انجمن نے دارالعلوم نعمانیہ میں ہمیشہ راسخ العقیدہ حنفی اساتذہ ہی مقرر کیے۔ یہاں سے فارغ التحصیل علماء، اہل سنت و جماعت کے مسلک و عقائد کے صحیح ترجمان ثابت ہوئے۔ دارالعلوم نعمانیہ کے اساتذہ نے دور دراز دینی مدارس قائم کرکے انجمن نعمانیہ کی عظمت کو چار چاند لگا دیے۔ اسی طرح ملک میں جب بھی کوئی دینی تحریک اٹھی تو انجمن کے متوسلین اس میں پیش پیش رہے۔ اسلامی تحریکات میں انجمن کی خدمات قابل صد ستائش ہیں۔ (۳)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ عالم اسلام کی ان چند سربرآوردہ شخصیات میں سے ایک ہیں، جن کے تبحر علمی و تقدس کو شہرت دوام حاصل ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا وجود مسعود مسلمانوں کے لیے نعمت عظمیٰ سے کم نہیں رہا۔ آپ بریلی شریف میں بیٹھ کر عالم اسلام کو اپنے فیضان سے منور فرماتے رہے۔ عالم اسلام بالخصوص پاک و ہند کے ہر خطہ سے علماء و فضلاء اور صلحاء اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے آپ کی طرف رجوع فرماتے۔ چنانچہ انجمن نعمانیہ سے وابستہ علماء و فضلاء کے بھی اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ سے خصوصی مراسم رہے ہیں۔

انجمن کی مجلس انتظامیہ کے رکن اور دبیر ثانی مولانا خلیفہ تاج الدین احمد علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا جس میں آپ سے "دارالعلوم نعمانیہ" کی خدمت کے لیے آپ سے درخواست کی گئی کہ آپ لاہور تشریف لاکر انجمن نعمانیہ کی سرپرستی بھی فرمائیں۔ چنانچہ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۰۹ء میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے خلیفہ تاج الدین احمد علیہ الرحمۃ کو اپنی طرف سے معذرت کرتے ہوئے اپنے نفس پر ایثار کر کے اپنے تلمیذ و خلیفہ ملک العلماء محمد ظفر الدین رضوی بہاری علیہ الرحمۃ کو روانہ کرنے پر آمادگی کا اظہار یوں فرمایا:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بملاحظہ مولانا المکرم ذی المجدہ والکرم حامی سنت،

ماحی بدعت جناب خلیفہ تاج الدین احمد صاحب زید کرمہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مکرمی مولانا مولوی محمد ظفر الدین صاحب قادری سلمہ، فقیر کے یہاں اعز طلبہ سے ہیں اور میرے بجان عزیز، ابتدائی کتب کے بعد یہیں تحصیل علوم کی اور اب کئی سال سے میرے مدرسے میں مدرس، اس کے علاوہ کار افتاء میں میرے معین ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ جتنی درخواستیں آئی ہوں سب سے یہ زائد ہیں مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ:

۱۔ سنی خالص مخلص نہایت صحیح العقیدہ، ہادی مہدی ہیں۔

۲۔ عام درسیات میں بفضلہ تعالیٰ عاجز نہیں۔

۳۔ مفتی ہیں۔

۴۔ مصنف ہیں۔

۵۔ واعظ ہیں۔

۶۔ مناظرہ بعونہ تعالیٰ کر سکتے ہیں۔

۷۔ علمائے زمانہ میں علم توقیت سے تنہا آگاہ ہیں۔

امام ابن حجر مکی نے "زواجر" میں اس علم کو فرض کفایہ اور اب ہند بلکہ عامہ بلاد میں یہ علم، علماء بلکہ عامہ مسلمین سے اٹھ گیا۔ فقیر نے بتوفیق قدیر اس کا احیاء کیا اور سات صاحب بنانا چاہے جن میں بعض نے انتقال کیا، اکثر اس کی صعوبت سے چھوڑ بیٹھے، انہوں نے بقدر کفایت اخذ کیا اور اب میرے یہاں کے اوقات طلوع و غروب و نصب النہار ہر روز و تاریخ کے لیے اور جملہ اوقات ماہ مبارک رمضان شریف کے لیے اب یہی بناتے ہیں۔

فقیر آپ کے مدرسہ کو اپنے نفس پر ایثار کر کے انہیں آپ کے لیے پیش کرتا ہے، اگر منظور ہو تو فوراً اطلاع دیجیے کہ اپنے ایک اور دوست کو میں نے روک رکھا ہے کہ ان کی جگہ پر مقرر کروں، اگرچہ دو عظیم کام یعنی افتاء و توقیت اور ان سے اہم تصنیف میں وہ ابھی ہاتھ نہیں بٹا سکتے، اسی طرح وعظ و مناظرہ بھی نہیں کر سکتے، مگر یہ وہاں گئے تو جس نے انہیں ان کاموں کا اپنے کرم سے بنا دیا ہے، ان کو بھی بنا سکتا ہے۔

والسلام

فقیر احمد رضا قادری بقلم خود

۵ شعبان المکرم ۱۳۲۷ھ (۴)

مؤرخ لاہور محمد دین کلیم قادری نے "تذکرہ مشائخ قادریہ" اور پروفیسر ڈاکٹر سفیر اختر نے اپنے مقالے "فیضان رضا پنجاب میں" (مشمولہ سالنامہ معارف رضا کراچی ۱۹۹۶ء) میں ملک العلماء محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ کے دارالعلوم نعمانیہ میں مدرسی کے تعلق کا ذکر کیا ہے حالانکہ آپ کا انتخاب ضرور ہوا تھا لیکن آپ بحیثیت مدرس نعمانیہ میں کبھی بھی تشریف نہیں لائے۔ آپ کے نامور صاحبزادے ڈاکٹر مختار الدین احمد لکھتے ہیں:-

"لیکن شاید ان کے اعزہ و احباب کو ان کا اس قدر دور جانا منظور نہ ہوا اور وہ وہیں مدرسہ منظر اسلام (بریلی)

میں درس دیتے رہے"۔(۵)

انجمن نعمانیہ کے احباب اور علماء اپنے مسائل کے سلسلے میں مرجع العلماء اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ ہی سے ہمیشہ رجوع فرماتے تھے، آپ بھی ہمیشہ محبت و عقیدت سے جوابات ارسال فرما کر انجمن سے اپنی قلبی محبت کا ثبوت دیتے رہے ہیں۔

دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور کے وہ علمائے کرام جن کے استفتاء اور جوابات فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں میں چھپ چکے ہیں۔ ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

۱۔ مولانا محرم علی چشتی، صدر ثانی انجمن (فتاویٰ رضویہ۔ ج ۱۲ مطبوعہ بمبئی ص ۱۲۸)
۲۔ مولانا عبداللہ ٹونکی، مدرس (فتاویٰ رضویہ مطبوعہ کراچی حصہ چہارم، ج ۷ ص ۴۰، ۴۱۹۔ ج ۸ ص ۸۱، ج ۹ ص ۳۱۸)
۳۔ مولانا سید دیدار علی شاہ الوری، شیخ الحدیث (ج ۶ ص ۱۲۶، ج ۱۲ ص ۱۵۵)
۴۔ مفتی محمد غلام جان ہزاروی، شیخ الحدیث (ج ۳ ص ۵۸۸، ۶۰۳، ۷ ص ۶۶)
۵۔ مفتی حکیم سلیم اللہ، ناظم، مفتی (ج ۲ ص ۱۳۰، ج ۳ ص ۶۲۴، ج ۷ ص ۴۸۰، ج ۸ ص ۱۶۹)
۶۔ ملا محمد بخش حنفی چشتی، رکن مجلس انتظامیہ (ج ۶ ص ۱۰۱)
۷۔ مولانا نور بخش توکلی، فنانشل سیکرٹری انجمن (ج ۷ ص ۴۸۰، ج ۸ ص ۱۶۹)

بریلی شریف سے جب کبھی استفتاء کا جواب مفتی اہل سنت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ ارسال فرماتے تو انجمن نعمانیہ کے ارباب علم و دانش تحقیقی جواب دیکھ کر حالت وجد میں آجاتے اور اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کے فضل و کمال اور تبحر علمی کے گن گانے لگتے تھے۔

مولانا محرم علی چشتی علیہ الرحمہ ایک تحقیقی فتویٰ موصول ہونے پر خوشی سے جھوم اٹھتے ہیں اور اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں مسرت کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

"جناب نے جس روشن ضمیری اور امداد باطنی سے قلم برداشتہ اس

قدر عجلت میں (دو ہفتے کے دوران) ایسا بے نظیر و مستند فتویٰ
(الجلی الحسن فی حرمۃ و لداخی اللبن) بنصوص صحیحہ رقم فرمایا
ہے کہ اس کو دیکھ کر میرے دونوں ہم جلیس (خلیفہ تاج الدین و
مولانا محمد اکرام الدین بخاری) حاضروقت تاحال حالت وجد میں ہیں
اور بار بار "اللھم بارک فی عمرھم واقبالھم و مجدھم وایمانھم و
علوشانھم فی الدارین" کا وظیفہ کر رہے ہیں۔ مجھے تاحال بغور
مطالعہ کا موقع نہ ملا کیونکہ دونوں حضرات اس کو حرز جاں بناتے
ہوئے ہیں اور دو دن تک اپنے پاس رکھنے پر اصرار کر رہے
ہیں"۔ (۶)

بعد ازاں یہ تاریخی فتویٰ مندرجہ ذیل ادارتی نوٹ کے ساتھ ماہنامہ "انجمن نعمانیہ" لاہور میں افادہ عام کے لیے شائع کر دیا گیا تھا:۔

"ایک بڑی غلطی کی اصلاح، کسی کم استعداد اور کم مایہ طالب علم نے ایک غلط فتویٰ درباب جواز نکاح مابین اولاد رضیع و مرضعہ لکھ دیا تھا۔ کسی حسن اتفاق سے وہ فتویٰ عالی جناب اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ مسند الکل فی الکل ظہیر ملت حنفیہ حضرت مولانا او علینا مولوی حاجی مفتی احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی مدظلہ العالی علی روس المسترشدین الی یوم الدین کی نظر فیض اثر سے گذرا۔ حضرت ممدوح نے اس کی تردید میں مندرجہ ذیل فتویٰ بصورت رسالہ المسمی بہ "الجلی الحسن فی حرمۃ و لداخلی اللبن" مستند بنصوص صحیحہ و مبرہن بہ براہین شرعیہ تحریر فرمایا جو افادہ عام کے لیے شائع کیا جاتا ہے"۔ (۷)

مولانا سید محمد اکرام الدین بخاری علیہ الرحمہ نے استفتاء کے آغاز میں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کو ان القابات سے یاد کیا ہے:۔

"جناب مستطاب محدث مآب، قدوۃ الابرار واسوۃ الاخیار
زین الصالحین و زبدۃ العارفین، علامۃ العصر و فرید الدہر،

عالم اہل السنتہ، مجدد مائتہ حاضرہ، استاد زمان و مقتدائے
جہان، لازال نتیجہ خاطرہ، درۃ تاج الفیضان و ثمرۃ شجرۃ
ضمیرہ باکورۃ، بستان العرفان"۔

ان القابات سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی جلالت علمی اور ان کے مرجع عوام و خواص ہونے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ اب یہ تاریخی فتویٰ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی نے کتابی صورت میں چھاپ کر محفوظ کر دیا ہے۔ (۹)

انجمن نعمانیہ سے وابستہ اکثر علماء و مشائخ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے افکار و خیالات کے مویدین بھی ہیں۔ چند اہم نام ملاحظہ ہوں:-

۱۔ سلطان العلماء پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ (رسائل رضویہ ج ۱ مرتبہ علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری علیہ الرحمہ) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء۔ ص ۳۲۵)

۲۔ مولانا غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمہ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۷۴ (تقریظ رسالہ سبحان السبوح عن عیب کذب المقبوح) و تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل)

۳۔ امیر ملت پیر سید حافظ جماعت علی محدث علی پوری علیہ الرحمہ (الصوارم الہندیہ (مرتبہ علامہ حشمت علی خان لکھنوی) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء۔ ص ۹۶)

۴۔ مولانا کرم الدین دبیر علیہ الرحمہ (ایضاً، ص ۱۱۰)

۵۔ مولانا محمد یار فریدی علیہ الرحمہ (ایضاً ص ۱۰۶)

۶۔ مولانا حکیم مفتی سلیم اللہ علیہ الرحمہ (الجلی الحسن فی حرمتہ ولداخی اللبن مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶ء، ص ۳۵)

۷۔ مولانا محمد عالم آسی امرتسری علیہ الرحمہ، مدرس، (ہندوؤں سے ترک موالات مرتبہ مفتی تاج الدین احمد تاج مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء۔ ص ۲۲)

۸۔ مولانا حافظ غلام مرشد، مدرس (ایضاً ص ۲۲)

۹۔ مولانا عبداللہ، مدرس ثانی (مجموعہ رسائل اعلیٰ حضرت ج ۳ مرتبہ مفتی سید شجاعت علی قادری مطبوعہ کراچی ۱۹۷۵ء ص ۷۹۳)

۱۰۔ مولانا غلام احمد، مدرس اول (ایضاً، ص ۹۷۳)

انجمن نعمانیہ کے وہ علمائے کرام جن کے پاس قلمدان شیخ الحدیث رہا ہے، ان میں بھی اکثر اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کے خلفاء و تلامذہ یا فیض یافتہ شخصیات شامل ہیں۔ مثلاً:-

۱۔ مولانا سید دیدار علی شاہ الوری (خلیفہ مجاز)
۲۔ مفتی محمد غلام جان ہزاروی (خلیفہ مجاز)
۳۔ مفتی اعجاز ولی خان رضوی (تلمیذ رشید)
۴۔ مولانا محمد معوان حسین رامپوری (رفیق خاص)
۵۔ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی (خلیفہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی)
۶۔ مولانا مہر الدین نقشبندی (تلمیذ مولانا سید دیدار علی شاہ الوری)
۷۔ مفتی محمد حسین نعیمی (تلمیذ صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی)
۸۔ غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی (عاشق امام احمد رضا)

انجمن نعمانیہ کے سالانہ اجلاس میں بھی اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے رفقاء، خلفاء، تلامذہ اور فیض یافتہ علماء تشریف لا کر رونق افروز ہوتے رہے ہیں۔ صرف چند نام ملاحظہ ہوں:-

۱۔ شیر اہل سنت علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ
۲۔ محدث اعظم سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ
۳۔ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ
۴۔ صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ
۵۔ ابو الحسنات علامہ سید محمد قادری علیہ الرحمہ
۶۔ ابو البرکات علامہ سید احمد قادری علیہ الرحمہ
۷۔ ابو الیاس مولانا امام الدین کوٹلوی علیہ الرحمہ
۸۔ ابو یوسف مولانا محمد شریف کوٹلوی علیہ الرحمہ

صرف یہی نہیں بلکہ ایک بار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ بنفس نفیس بھی انجمن نعمانیہ کے ایک سالانہ جلسہ میں شرکت کے لیے لاہور تشریف لائے اور یہاں حکیم الامت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی۔

حضرت شاہ مانا میاں قادری علیہ الرحمہ (ابن مولانا عبدالاحد محدث پیلی بھیتی ابن مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ) انجمن نعمانیہ کی سالانہ رپورٹوں سے مندرجہ ذیل واقعہ اخذ فرماتے ہیں :

"انجمن نعمانیہ پورے پاک و ہند میں وہ پہلی مذہبی جماعت تھی جس کے علمی اور تبلیغی کارنامے تاریخی حیثیت رکھتے تھے۔ انجمن ہی کے ایک اجتماع میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے نیاز حاصل کیا تھا اور اپنی ایک نعت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو سنائی تھی جسے آپ نے پسند فرمایا تھا"۔(۱۰)

معروف محقق علامہ سید نور محمد قادری نے بھی یہ واقعہ نقل کرتے ہوئے مزید یہ روایت تحریر فرمائی:-

"مولانا تقدس علی خاں صاحب شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جوگوٹھ نے ایک موقع پر زوردار الفاظ میں اعلیٰ حضرت اور علامہ اقبال کی ملاقات کی تصدیق فرمائی ہے"۔(۱۱)

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی (ایڈیٹر ماہنامہ جہان رضا لاہور) پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے نام ایک خط بتاریخ ۱۲ اپریل ۱۹۹۶ء میں تحریر فرماتے ہیں:-

"ہم یہ بات شاہ مانا میاں قادری کی روایت سے سنتے آتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت لاہور کے اس جلسے میں تشریف لائے جس میں ڈاکٹر محمد اقبال بھی مدعو تھے، اس

جلسے میں جب ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنی ایک نعت سنائی
تو اعلیٰ حضرت نے اس میں ترمیم فرمائی"۔ (۱۲)

مؤرخ لاہور محمد دین کلیم قادری اس سلسلے میں مزید روایات تحریر فرماتے ہیں:۔

"مفتی اعجاز ولی خان رضوی نے مجھے بتایا تھا کہ ان کو
شیخ دین محمد ٹھیکیدار بل روڈ لاہور نے بتایا کہ جب مولانا
احمد رضا خان بریلوی لاہور جامعہ نعمانیہ کے ایک اجلاس
میں دستار بندی کے لیے تشریف لائے تھے تو شیخ
موصوف نے آپ کی اقتدا میں نماز عصر ادا کی تھی۔"

مولوی محفوظ احمد رضوی نے اپنے والد حاجی محمد یعقوب قادری رضوی (المتوفی ۱۹۷۴ء) جن کی رہائش سکھر میں ہے کی زبانی یہ روایت کی ہے ۔۔

"اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ، حاجی صاحب
مذکور کے ہمراہ لاہور تشریف لائے تھے اور کچھ دن
یہاں قیام کیا تھا"۔ (۱۳)

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری اپنے ایک گراں قدر مقالے میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"صوبہ بلوجستان کے علاقے بارکھان چوہڑ کوٹ کے
ایک علمی خاندان میں یہ روایت سینہ بہ سینہ مشہور چلی آ
رہی ہے کہ علامہ قاضی قادر بخش علیہ الرحمہ کی دعوت
پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایک دفعہ خود بارکھان تشریف
لائے اور اپنے کئی رسائل بھی انہیں پیش کیے تھے۔ یہ
رسائل آج بھی ان کے کتب خانے میں موجود ہیں۔
بارکھان سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کسی جلسے کے سلسلے

میں لاہور پہنچے اور آپ کی موجودگی میں مولانا قاضی قادر
بخش علیہ الرحمہ نے تقریر فرمائی، جس کو اعلیٰ حضرت
علیہ الرحمہ نے بہت پسند فرمایا اور اپنے جذبات کا
اظہار ان الفاظ میں فرمایا کہ "واقعی جنگل میں شیر ہوتے
ہیں"۔ ملخصاً (۱۴)

عین ممکن ہے یہ انجمن نعمانیہ ہی کا کوئی سالانہ جلسہ ہو۔ (صابر)

پروفیسر ڈاکٹر سفیر اختر نے بھی اپنے مقالے " فیضان رضا پنجاب میں" میں دارالعلوم انجمن نعمانیہ کے ایک جلسہ دستار بندی میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کی شرکت کی تائید و تصدیق کی ہے۔ (۱۵) پیرزادہ اقبال احمد فاروقی انجمن نعمانیہ کی لائبریری کی حالت زار کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"انجمن نعمانیہ کی انتظامی قوت میں کمزوری آئی تو بعض
حضرات اپنی مرضی کی کتابیں اٹھا اٹھا کر لے گئے، پھر
ایک قیامت یہ گزری کہ کتاب خانہ کا کافی حصہ نذر
آتش ہو گیا اور یہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی "کچھ
لٹ گئیں کچھ جل گئیں"۔ (۱۶)

یہی وجہ ہے کہ ان روایات کے باوجود انجمن نعمانیہ کے باقی ماندہ ریکارڈ سے اس بات کی تصدیق نہیں ہو سکی کہ آپ نعمانیہ کے کسی جلسہ میں تشریف لاتے ہوں۔

انجمن نعمانیہ کے صدر مولانا محرم علی چشتی کے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی سے خصوصی مراسم تھے۔ دونوں کے درمیان خط و کتابت کا تبادلہ بھی ہوا ہے۔ اس سلسلے میں حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری فرماتے ہیں:۔

"مولوی ابراہیم علی چشتی کے والد محرم علی چشتی، اعلیٰ
حضرت کے ہم عصروں میں تھے۔ ان کی اعلیٰ حضرت
سے خط و کتابت بھی تھی۔ مولوی ابراہیم علی چشتی نے

مجھ سے کہا تھا کہ وہ مجھے اعلیٰ حضرت کے خطوط نکال
کر دیں گے مگر اسی دوران ان کا انتقال ہو گیا۔ ہمیں
بہت کوشش کے بعد بھی وہ خطوط نہیں ملے" ملخصاً

(۱۷)

حال ہی میں بمبئی انڈیا سے فتاویٰ رضویہ کی بارہویں آخری جلد پہلی دفعہ چھپ کر منظر عام پر آئی ہے۔ اس میں مولانا محرم علی چشتی کا ایک طویل مکتوب اور اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کا مفصل جواب شامل ہے۔ اس میں انجمن نعمانیہ کے علمی اور انتظامی امور پر راہنمائی حاصل کی گئی ہے۔

آپ نے ۱۳۳۰ھ میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں دس مختلف سوالات کے سلسلے میں استفسار کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ نے بھی آپ کے تفصیلی استفتاء کا جواب نہایت تفصیل ہی سے عنایت فرمایا ہے۔ یہ استفتاء اور جواب فتاویٰ رضویہ کی بارہویں جلد کے صفحہ ۱۲۸ تا ۱۴۱ پھیلا ہوا ہے۔ یہاں صرف انجمن نعمانیہ سے متعلقہ سوال و جواب کے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں:۔

مولانا محرم علی چشتی مدرسین کی بابت سوال کرتے ہوئے پوچھتے ہیں:۔

"ہمارے ہم اعتقاد حنیف حنفیوں کے مدرسہ کے علماء و مدرسین کا مصالحہ ہمیں کہاں سے فراہم کرنا چاہیے؟

اعلیٰ حضرت جواب میں فرماتے ہیں:۔

"مدرس کے لیے ذی علم، ذی فہم، سنی صحیح العقیدہ ہونا کافی ہے، صحت عقیدہ کی جانچ کی نسبت جواب نمبر ہفتم میں گزارش ہو گی"۔

مولانا محرم علی چشتی "انجمن نعمانیہ" کی طرف اعلیٰ حضرت کی نظر التفات مبذول کراتے ہوئے آپ کو اپنی تصانیف انجمن کے لیے ارسال کرنے کی استدعا کرتے ہیں:۔

"یہ کہ انجمن کو تاحال جناب کی خدمت میں اس قدر خصوصیت حاصل نہیں کہ کم از کم

آپ جناب کی تصانیف مبارکہ طبع شدہ انجمن کے کتب خانے کے لئے باوجود متواتر تحریری تقاضوں اور خود جناب خلیفہ تاج الدین احمد صاحب کی زبانی تقاضوں کو بھی ارسال کی جائیں حالانکہ انجمن ان کا ہدایہ ادا کرنے پر بھی ہمیشہ تیار رہی ہے۔"

جواب میں مجدد مائتہ حاضرہ اعلیٰ حضرت بریلوی تحریر فرماتے ہیں:۔

"نیازمند کی چار سو تصانیف سے صرف کچھ اوپر سو اب تک مطبوع ہوئیں اور ہزاروں کی تعداد میں بلامعاوضہ تقسیم ہوئیں جس کے سبب جو رسالہ چھپا جلد ختم ہوگیا، بعض تین تین چار چار بار چھپے۔ انجمن نعمانیہ میں غالباً رمضان المبارک ۳۰ھ میں اس وقت تک کے تمام موجودہ رسائل میں نے خود حاضر کیے ہیں اور انجمن سے رسید بھی آگئی۔ ان کی فہرست اس فقیر کو یاد نہیں، غالباً دفتر انجمن میں ہو، اگر وہ معلوم ہو جاتے تو بقیہ رسائل جو ادھر چھپے اور مطبع ان کے نسخے رہے، بالراس و العین نذر انجمن بلا معاوضہ ہوں گے۔ دو برس سے عنان مطبع ایک انجمن نے اپنے ہاتھ میں لی ہے۔ جس نے طریقہ فقیر تقسیم کثیر بلا عوض کو منسوخ کر دیا۔ پھر بھی "انجمن نعمانیہ" کے لئے ہدیہ حاضر کرنے سے اس انجمن کو بھی انکار نہیں ہوسکتا"۔

انجمن نعمانیہ نے ایک "مجموعہ عقائد" مرتب کر کے شائع کیا تھا۔ جس کی پابندی انجمن کے ہر ایک رکن پر لازم و واجب قرار دی گئی تھی۔ مولانا محرم علی چشتی نے یہ "مجموعہ عقائد" اعلیٰ حضرت بریلوی کی خدمت میں تصدیق و تائید کے لیے ارسال کرتے ہوئے گزارش کی:۔

> "اب "عقائد حنفیہ" جو حسب مشورہ علماء ہم لوگوں نے شائع کیے ہیں، ارسال خدمت ہیں۔ وہ بھی اس عریضہ کے ساتھ منسلک ہیں۔ اگر وہ صحیح ہیں تو اس پر دستخط تصدیق فرما کر واپس فرمائیں۔ دوسری زائد کاپی اپنے پاس رکھیں ورنہ اصلاح فرما کر واپس فرمائیں"

اعلیٰ حضرت بریلوی نے "عقائد حنفیہ" کو ملاحظہ فرمانے کے بعد نظر ثانی

فرمائی، مزید اضافہ فرماتے ہوئے مولانا محرم علی چشتی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔
"مولانا! اس مسودہ سے بعض عقائد اہل سنت پر عوام کو صرف اطلاع دینا مقصود نہیں بلکہ ایک معیار سنیت قائم فرمانا ہے جو کہ اس پر تصدیق کردے ہمارا ہے۔

چشم و دل را از دست نور سرور

اور جو نہ مانے بیگانہ ہے۔ میں نے قصد کیا تھا کہ امور عشرین سے وہ باتیں کہ مسودہ میں آ گئیں ہیں ساقط اور بعض جدید اضافہ کروں، اب یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ تمام پہلے سے نفیس تر پیرایہ میں مع زیادات کثیر جلیلہ جزیلہ ذکر کروں کہ انجمن پسند فرمائے تو یہی بس ہے ورنہ یادگار رہے گا اور حق سبحانہ جس کے لیے چاہے گا، کام دے گا"

مولانا محرم علی چشتی انجمن نعمانیہ کی سرپرستی اور نظر التفات کے لیے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں دوبارہ مودبانہ گزارش کرتے ہیں۔

"باوجود انجمن نعمانیہ کی آپ جناب کے ساتھ تمام
ہندوستان میں خصوصیات مشہور ہو جانے اور اراکین
انجمن کو آپ جناب کے ساتھ ایسا دلی خلوص اور نیاز
ہونے کے، جناب کی طرف سے کسی خاص التفات کا
اس کی نسبت ظاہر نہ ہونا، کون سی وجوہات پر مبنی ہے،
اگر انجمن میں کوئی امر قابل اصلاح ہیں تو وہ کیا ہیں؟"

جواب میں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی انجمن سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی دینی مصروفیات کی تفصیل سے یوں پردہ اٹھاتے ہیں۔

"اللہ عزوجل انجمن کو مبارک تر کرے اور اہل سنت کو اس میں نفع عظیم پہنچائے، کئی سال سے بحمدہ تعالیٰ فقیر اسے خالص انجمن اہل سنت والجماعت سمجھتا ہے اور بفضلہ تعالیٰ کوئی امر قابل شکایت معلوم نہ ہوا مگر مولانا اس فقیر حقیر کے ذمہ کاموں کی بے انتہا کثرت ہے اور اس پر نقاہت و ضعف کی قوت اور اس پر محض تنہائی و وحدت ہے، امور ہیں کہ فقیر کو دوسرے کی طرف توجہ ہونے سے مجبوراً باز رکھتے ہیں۔ خود اپنے مدرسے

میں قدم رکھنے کی فرصت تک نہیں ملتی۔ یہ خدمت کہ فقیر سراپا تقصیر سے میرے مولائے اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محض اپنے کرم سے لے رہے ہیں، اہل سنت و مذہب اہل سنت ہی کی خدمت ہے۔ جو صاحب چاہیں، جتنے دن چاہیں فقیر کے یہاں اقامت فرمائیں۔ مہینہ دو مہینہ، سال دو سال اور فقیر کا جو منٹ خالی دیکھیں یا جس وقت فقیر کو کوئی ذاتی کام کرتے دیکھیں، اس وقت مواخذہ فرمائیں کہ تو اتنی دیر میں دوسرا کام کر سکتا تھا اور جب بحمدہ تعالیٰ سارا وقت آپ ہی کے مذہب کی خدمتگاری میں گذرتا ہے تو اب یہ کام اگر فضول یا دوسرا اس سے اہم ہو تو مجھے ہدایت فرمائی جائے۔ ورنہ فقیر کا عذر قابل قبول ہے۔

مولوی سید دیدار علی صاحب و مولوی ابو الفرح عبد الحمید صاحب نے فقیر سے ایک انجمن قائم کر کے اس کی خدمت انجام دینے کو فرمایا۔ فقیر نے گزارش کی کہ جو کام اللہ عزوجل یہاں سے لے رہا ہے، ضروری ہے یا نہیں؟ فرمایا سخت ضروری ہے۔ فقیر نے عرض کی دوسرے کوئی صاحب کو اس پر مقرر فرما دیجیے اور مجھ سے کوئی اور خدمت اہل سنت لیجیے۔ فرمایا نہ دوسرا اسے کر سکتا ہے نہ دس آدمی مل کر انجام دے سکتے ہیں۔ فقیر نے گزارش کی پھر عذر واضح ہے۔ غرض انجمن اہل سنت جو اہم مقاصد انجام دے رہی ہے، ان میں سے ایک مقدور بھر بالفعل موجود ہے تو اسی کو خدمت انجمن تصور فرمائیں۔ میں جہاں ہوں اور جس حال میں ہوں، مذہب اہل سنت کا ادنیٰ خدمتگار اور اپنے سنی بھائیوں کا خیر خواہ و دعاگو ہوں۔

البتہ وجوہ مذکورہ بالا سے نہ کہیں آنے جانے کی فرصت و طاقت، نہ اپنا کام چھوڑ کر دوسرا کام لینے کی لیاقت، و حسبنا اللہ و نعم الوکیل واللہ یقول الحق و یھدی السبیل۔ اس نیاز نامہ میں جو امور معروض ہوتے ہیں۔ جہاں کہیں مشورہ خیر ہو ضرور مطلع فرمائیں۔ (۱۸)

"انجمن نعمانیہ" اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کے احساسات کی تبلیغ کے لیے ہمیشہ سرگرم رہی ہے اور اعلیٰ حضرت کی طرح انجمن نعمانیہ بھی قدیم حنفی عقائد و

نظریات پر نہایت سختی سے کاربند ہے۔

۱۹۲۰ء میں دو مختلف علاقوں کے مولویوں کے درمیان حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور ہونے پر تحریری مناظرہ ہوا۔ ایک مولانا محمد کرم الدین دبیر صاحب جن کا تعلق تحصیل چکوال ضلع جہلم سے تھا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا "نور" مانتے تھے، دوسرے مولوی محمد فاضل تھے، ان کا تعلق ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور (فیصل آباد) سے تھا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا "نور" نہیں مانتے تھے۔

ایک سال تک تحریری طور پر یہی مباحثہ ہوتا رہا۔ چکوال کے مولانا محمد کرم الدین دبیر اثبات کے قائل تھے اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مولوی محمد فاضل نفی کی جانب تھے۔ بالآخر مولوی محمد فاضل اپنے مقابل مولانا محمد کرم الدین دبیر کے سوالات کا صحیح جواب نہ دے سکے تو خود ہی اپنے ایک مکتوب میں مولانا محمد کرم الدین دبیر کو لکھتے ہیں "اگر آپ میری باتوں کو نہیں مانتے، تو اپنے سے بڑے کسی عالم دین کو منصف اور ثالث مقرر کر دیتے ہیں۔ فریقین میں سے جس کے حق میں وہ فیصلہ صادر فرما دیں، دونوں کے لیے قابل قبول ہو۔ مولانا محمد کرم الدین دبیر نے مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا محدث بریلوی کا نام تجویز کیا اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی سے میری شناسائی نہیں ہے اور نہ ان سے کوئی خط و کتابت ہے اور ان کا فیصلہ ناحق نہ ہوگا اور وہ کسی سے رعایت بھی نہ کریں گے۔ ضد اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں، اس کے جواب میں مولوی محمد فاضل نے دیوبند کے کسی مولوی کا نام پیش کیا اور مولانا محمد کرم الدین کا تجویز کردہ نام قبول نہ کیا۔ مولانا محمد کرم الدین دبیر نے جواب میں فرمایا:

"رہا یہ امر کہ آپ دیوبندی مولوی صاحب کو منصف گرداننا چاہتے ہیں، حالانکہ علماء حرمین شریفین کا فتویٰ علمائے دیوبند کے خلاف صادر ہو چکا ہے، آپ حیض و بیض میں وقت گزارنا چاہتے ہیں، اگر آپ حنفی ہیں تو "مولوی احمد رضا خان صاحب" کو منصف مان لیں، نہیں تو انجمن نعمانیہ لاہور میں پرچے بھیج دیے جائیں، یہ بھی نہیں تو آپ خاموش

رہیں، آپ کے عقائد کی حقیقت آپ کے مرسلہ اشتہارات سے بخوبی ظاہر ہو گئی ہے، آپ کا عقیدہ بالکل وہابیت ہے یا دیوبندیوں کے آپ حلقہ بگوش ہیں"۔

بالآخر انجمن نعمانیہ لاہور کی ثالثی پر اتفاق ہو گیا۔ چنانچہ پہلا خط مولوی محمد فاضل دیوبندی نے ہی لکھا اور اپنی تحریریں بھی بھیجیں۔ دارالعلوم انجمن نعمانیہ اس وقت اپنے پورے علمی جاہ و جلال کے ساتھ خطہ پنجاب میں دینی و علمی و تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا تھا۔ حضرت مولانا نور بخش توکلی علیہ الرحمہ (مصنف سیرت رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سابق استاد و پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور، انجمن نعمانیہ کے ناظم تعلیم تھے۔

علامہ نور بخش توکلی نے فریقین کی تحریرات، پڑھنے کے بعد نہایت ایمان افروز فیصلہ صادر فرمایا اور دلائل و براہین کے ساتھ نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اثبات فرمایا اور ضمناً جن دوسرے مسائل میں نزاع تھا مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں نبی تھے یا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا یا نہیں اور اشرف انبیاء صاحب قاب قوسین صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج عرش معلی پر تشریف لے گئے یا نہیں۔ ان پر بھی سیر حاصل بحث فرمائی۔ علامہ نور بخش توکلی نے احقاق حق اور ابطال باطل فرماتے ہوئے مولوی محمد فاضل دیوبندی کے نظریات و دلائل کا ایسا مسکت اور مدلل جواب عطا فرمایا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا محدث بریلوی کی یاد تازہ کر دی۔ آپ کے اس منصفانہ فیصلے پر انجمن نعمانیہ کے دوسرے اساتذہ نے بھی اتفاق کرتے ہوئے تائیدی دستخط فرما دیے۔ اور بعد ازاں یہ فیصلہ کتابی صورت میں مولانا غلام مرشد کے ایک تائیدی مضمون کے ہمراہ انجمن نعمانیہ کی طرف سے عام مسلمانوں کے استفادہ کے لیے شائع کر دیا گیا۔ (۱۹)

جب ابن سعود نے مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور قبہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو منہدم کرنے کی ناپاک جسارت کی تو انجمن نعمانیہ کی طرف سے یوں اظہار نفرت ہوا۔

کہ اس انجمن کی رائے ابن سعود کے ان افعال کے بالکل خلاف ہے اور ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ جو اس نے مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قبہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و دیگر آثار مقدسہ کو تباہ کرنے پر عمل کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دے" (۲۰)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی نے ساری زندگی مختلف فتنوں کے تعاقب میں گزار دی حتیٰ کہ اپنے وصال باکمال سے چند دن قبل بھی مسلمانوں کو مختلف فتنوں بالخصوص "گاندھی فرقہ" سے ہمیشہ دور رہنے کی یوں تلقین فرمائی:۔

"تم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو، بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔ ان سے بچو اور دور بھاگو، دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے۔ غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے۔ جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا ہے، یہ سب بھیڑیئے ہیں۔ تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں، ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ" (۲۱)

"انجمن نعمانیہ" نے بھی اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کی اتباع میں ہمیشہ مختلف فتنوں بالخصوص گاندھوی فتنے کا رد بلیغ کیا ہے۔ انجمن نعمانیہ کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۶، ۷، ۸ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ میں پاک و ہند کے ممتاز علماء کرام نے ایمان افروز تقاریر کی ہیں۔ اسی جم غفیر میں معروف عالم دین مولانا حاجی قاضی فضل احمد سنی حنفی لدھیانوی نے "فرقہ گاندھویہ کون؟ اللہ کی قسم فرقہ وہابیہ نجدیہ ہے"۔ ۱۳۴۴ھ کے تاریخی نام سے ایسا باطل شکن وعظ فرمایا کہ سارا مجمع گرمایا۔

اس تاریخی وعظ کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:۔

"حضرات! یہ فرقہ وہابیہ وہ ہے جو سب سے اول محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف سے ظاہر ہوا۔ اس نے ایک کتاب "کتاب التوحید" کے نام سے لکھی، اس

زمانہ میں مولوی اسماعیل دہلوی موجود تھے۔ ان کے ہاتھ آئی، انہوں نے اس کا ترجمہ اردو میں کیا، اس کا نام تقویۃ الایمان رکھا جو دراصل قدرت نے تفویۃ الایمان رکھا تھا۔ یہ مولوی دہلوی نے ہندوستان میں اس مذہب کی بنیاد ڈالی اور مسلمانوں پر ہی بادشاہ بننے کی خاطر جہاد کا حکم دیا۔ جو جو حدیثیں یا باتیں یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ ان کو نہ تو ہم نے کبھی سنا اور نہ ہمارے باپ دادوں نے سنا وہ چند باتیں بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔ نقل کفر نباشد۔

۱۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔

۲۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی تعظیم صرف بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔

۳۔ کہتے ہیں کہ تمام انبیاء مرسلین صلوۃ اللہ علیہم اجمعین خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔

۴۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو علم غیب ایسا ہی تھا جیسے زید بکرا اور چھوکروں، پاگلوں، حیوانوں، چوپاؤں کو تھا۔

۵۔ کہتے ہیں کہ شیطان لعین کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے علم زیادہ ہے۔

۶۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا میلاد شریف کرنا کنھیا کے جنم کے برابر ہے۔

۷۔ کہتے ہیں کہ یا محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) کہنا شرک ہے۔

۸۔ نماز میں اگر اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرنے کا خیال آوے تو خیر لیکن اگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا خیال آ جائے تو بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔

۹۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت کے لیے جانا شرک ہے بلکہ وہ صنم اکبر ہے، اس کا گرانا جائز ہے بلکہ ثواب ہے۔

۱۰۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

جب ابن سعود نجدی نبیرہ محمد ابن عبدالوہاب نجدی مکہ معظمہ پر متغلب ہوا تو ہندوستان کے نجدیوں نے بڑی خوشی منائی اور چراغاں روشن کیے، مبارکبادی کی تاریں اڑیں اور اس کے مظالم طائف اور مکہ معظمہ اور انہدام مساجد و مقابر و مزارات و قباب اور مسلمانوں کی خونریزی پر اس کو غازی اور امام اور مصلح کا خطاب عطا کیا گیا۔

فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے میری امت کے چند لوگ قیامت سے پہلے مشرکین سے مل جائیں گے۔ یہ پیشگوئی عرصہ چار سال سے روز روشن کی طرح پوری ہو گئی جب کہ چند نام کے مسلمانوں نے مسلمہ غالی مشرک کو اپنا رہبر، سردار، امام، مہدی، پیغمبر، مذکر قبول کر کے اپنا بھائی یقینی بنا لیا۔ یہاں تک کے غلو کیا کہ بڑے مشرک کو جامع مسجد دہلی کے منبر پر عزت کے ساتھ بٹھا کر لکچر دلوایا، تمام مسلمان اس کے نیچے ذلت کے ساتھ بیٹھے۔ (۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء کو جب دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ جشن منایا گیا تو اس موقع پر بھی آنجہانی اندرا گاندھی کو منبر پر بٹھایا گیا اور علمائے دیو بند نے اس کے چرنوں میں بیٹھ کر الجنس یمیل الی الجنس و من یتولہم منکم فانہ منہم کو ثابت کر کے دکھا دیا۔ صابر) اور مشرکین تہواروں، میلوں، ہولیوں، دسہروں میں شامل ہو کر ڈولے اٹھائے۔ رام و لچھمن کی جے کے نعرے لگائے۔ مندروں میں پوجا کی۔ ماتھوں پر قشقے لگائے۔ ارتھیاں اٹھائیں، ننگے سر ننگے پاؤں "رام رام ست ہے" کرتے ہوئے مسلمانوں میں لے گئے۔

وعظ کے آخری دعائیہ کلمات بھی قابل توجہ ہیں۔

"اے پاک پروردگار! اس انجمن اور بانی انجمن اور ارا کین اور تمام معاونین اور حاضری جلسہ کی تمام مرادیں اور حاجتیں پوری فرما۔ ان کی جان میں، مال میں، اولاد میں، کاروبار اور روزگار میں برکت دے اور ان کو تمام فتن اور اشرار الناس بدمذہبوں سے بچا اور شیخ نجد ابن مسعود مردود مطرود بدتر از ہنود و یہود ظالم و اظلم سے اپنے پاک حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کو پاک فرما اور اس کا بیڑا غرق کر اور اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین کرنے پر وہ عذاب نازل کر

جس کو تمام بندے اپنی نظروں سے دیکھیں اور تمام مسلمانان اہل سنت والجماعت کا خاتمہ بالخیر کر۔ آمین ثم آمین برحمتک "۔(۲۲)

مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی کا راہوار قلم مختلف فتنوں کے خلاف خوب چلا ہے۔ جب آپ کی شہرہ آفاق تصنیف "انوار آفتاب صداقت" کا ظہور ہوا تو ملت اسلامیہ کے اکابر علماء و مشائخ نے زبردست خراج تحسین سے نوازا اور تقاریظ سے اس لاجواب تصنیف کو مزین فرماتے ہوئے آپ کے علم و فضل پر بھی مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ جن میں اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا محدث بریلوی کا اسم گرامی نہایت روشن اور نمایاں ہے۔(۲۳)

دو قومی نظریہ کے سلسلے میں مجاہد اہل سنت امام احمد رضا بریلوی کی گراں قدر خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ کے رفقاء، خلفاء، و تلامذہ نے دو قومی نظریہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ۱۹۴۶ء میں بنارس کے مقام پر عظیم الشان آل انڈیا سنی کانفرس منعقد کروائی جس میں چھ ہزار علماء و مشائخ اور لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کی، یہ تاریخی کانفرنس تحریک پاکستان میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔(۲۴)

انجمن نعمانیہ کی انتظامیہ اور اراکین نے بھی اعلیٰ حضرت کے خلفاء و تلامذہ کے شانہ بشانہ تحریک پاکستان میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیا ہے جو تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ تحریک پاکستان میں انجمن نعمانیہ کے اساتذہ کے اسمائے گرامی درخشاں نظر آتے ہیں۔

نگران مرکزی مجلس رضا لاہور پیرزادہ اقبال احمد فاروقی آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"تحریک پاکستان کے دوران میں نے حضرت محدث کچھوچھوی کو "دارالعلوم نعمانیہ" کے سٹیج پر علماء اہل سنت کو آزادی وطن کے لیے متحد کرتے پایا۔ حضرت محدث کچھوچھوی کی کوششوں سے جب ۱۹۴۶ء میں بنارس سنی کانفرنس ہوئی تو محدث مرحوم کی تحریک پر دارالعلوم کے سارے اساتذہ کانفرنس میں شرکت کے لیے

بنارس پہنچے۔" (۲۵)

عظیم مصنف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کی جب کوئی نئی تصنیف یا آپ کی یاد میں کوئی رسالہ جاری ہوا تو "ماہنامہ انجمن نعمانیہ" میں نہایت زوردار الفاظ میں تبصرہ شائع ہوا۔ یہاں دو مثالیں دی جاتی ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کی مشہور تصنیف "الحجۃ الفائحہ بطیب التعیلین والفاتحہ" پر ان الفاظ میں تبصرہ شائع ہوا۔

"اس رسالہ میں فاتحہ مروجہ سوم، چہلم، دسواں، برسی، گیارہویں شریف وغیرہ کا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ عبدالرحیم صاحب، شاہ ولی اللہ صاحب، وغیرہم کی تحریرات سے نہایت مدلل ثبوت دیا ہے اور مخالفین وہابیہ کی زبان بند کرنے کے لیے ان کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے امام مولوی خرم علی بلہوری کی تحریرات ان امور کے ثبوت میں پیش کی ہیں اور نہایت معتبر و مستند روایات سے ثابت فرما دیا ہے کہ میت کو ہر چیز کا ثواب پہنچتا ہے اور وہ ثواب پہنچانے والوں سے خوش ہوتی ہے۔ اس خاص مبحث پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عجیب و غریب نکات اس رسالہ میں ارشاد فرمائے ہیں"۔ (۲۶)



امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی کی یاد میں بریلی شریف سے جب "اخبار الجدید" جاری ہوا تو انجمن نے اسے خوب سراہا اور حنفیوں کو اس کی اشاعت میں مدد کی یوں ترغیب دی:- "یہ اخبار یادگار اعلیٰ حضرت جناب مولانا قاری شاہ احمد رضا خان صاحب علامہ مرحوم و مغفور جماعت رضائے مصطفےٰ واقع محلہ سوداگران بریلی سے جاری کیا ہے۔ جس کے ایڈیٹر سید حبیب احمد حسنی ہیں۔ یہ اخبار خالص سنی حنیف، حنفی، متبع، سلف صالحین کا ہے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی ہی کافی سے زیادہ سفارش اس اخبار کی عامہ خریداری کی ہے۔ حنیف حنفیوں کو اس اخبار کی کثرت اشاعت مدد دینا خالص مذہبی امداد ہے جو کثیر ثواب حسنہ کی منتج ہوگی۔" ملخصاً (۲۷)

انجمن نعمانیہ کو نہ صرف اعلیٰ حضرت محدث بریلوی بلکہ آپ کے رفقاء سے بھی ہمیشہ خاص عقیدت و محبت رہی ہے۔ اعلیٰ حضرت کے رفیق خاص اور جلیس مجلس

شیر اہل سنت علامہ وصی احمد محدث سورتی کے انتقال پر ملال پر انجمن نعمانیہ کے ترجمان ماہنامہ انجمن نعمانیہ کے ایک شمارے میں ایک طویل تعزیتی مضمون شائع ہوا۔ اس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:-

"سب سے بڑا صدمہ اور رنج مولانا مفتی وصی احمد صاحب محدث سورتی سنی حنفی قادری پیلی بھیتی کی وفات سے ہوا۔ جن کا انتقال پر ملال ۹ جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ کو مقام پیلی بھیتی میں ہوا۔ مولانا مرحوم نے معہ صاحبزادہ امجد انجمن ھذا کے ہر سالانہ جلسہ میں ابتدائے تعارف سے برابر شرکت جاری رکھی اور باوجود جسمانی سخت ضعف و علالت کے کبھی ناغہ گوارا نہیں کیا۔ ایک بافیض و کرامت عالم دین تھے۔ آپ کے فیوض علمیہ سے صدہا عالم ہی نہیں بلکہ متصلب سنی، حنفی قاطع وہابیت قالع بدعت ہو گئے۔ آپ کے مرشد حضرت مولانا فضل رحمن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے اور آپ کے سمدھی بھی ہوتے تھے۔ مگر حضرت مولانا مرحوم کو جو نسبت اور محبت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے تھی وہ اس وقت دنیا میں کسی سے نہ تھی گویا اپنے آپ کو ان کا خادم اور ان کو اپنا پیشوا جانتے تھے" ملخصاً (۲۸)

اب یہ بات بلا خوف و تردید کہی جا سکتی ہے کہ پاک وہند کی عظیم انجمن نعمانیہ اور عالم اسلام کی معروف علمی شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کے درمیان ہمیشہ علمی و فکری ہم آہنگی رہی ہے اور نہ صرف اعلیٰ حضرت بلکہ آپ کے رفقاء، خلفاء و تلامذہ نے بھی ہمیشہ انجمن کی سرپرستی فرمانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ یقیناً اعلیٰ حضرت کے وصال باکمال پر بھی انجمن کے رسالے میں تعزیتی مضمون ضرور چھپا ہو گا لیکن افسوس صد افسوس انجمن کی لائبریری کا کافی حصہ نذر آتش ہو گیا اور کچھ حصہ چوری ہو گیا ورنہ اس سے نادر و نایاب مواد ملنے کی توقع کی جا سکتی تھی تاہم تلاش جاری رکھی جائے تو شاید کچھ مواد ہاتھ آ ہی جائے۔

اللہ تعالیٰ اس عظیم انجمن کے باقی ماندہ آثار کو اپنی حفاظت میں رکھے اور سنیوں کو اس کی مزید سرپرستی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ اجمعین۔

# حواشی و حوالے

(۱) دیکھیے اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ۔ دارالعلوم نعمانیہ لاہور کا تعارف مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء۔

(۲) دیکھیے ماہنامہ انجمن نعمانیہ لاہور صفر المظفر ۱۳۴۴ھ

(۳) دیکھیے اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ۔ دارالعلوم نعمانیہ لاہور کا تعارف مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء۔

(۴) محمود احمد قادری، مولانا۔ مکتوبات امام احمد رضا خان بریلوی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء۔ ص ۱۰۴

(۵) مختار الدین احمد، ڈاکٹر۔ حیات ملک العلماء مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء۔ ص ۱۴

(۶) امام احمد رضا بریلوی مجدد مائۃ حاضرہ۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ج ۱۲ مطبوعہ بمبئی ص ۱۲۸

(۷) ماہنامہ انجمن نعمانیہ لاہور۔ اپریل تا جون ۱۹۱۲ء۔ ص ۸۷

(۸) امام احمد رضا بریلوی، مجدد مائۃ حاضرہ۔ الجلی الحسن فی حرمۃ ولد اخی اللبن مطبوعہ کراچی ۱۹۹۶ء۔ ص ۱۶

(۹) دیکھیے ایضاً

(۱۰) شاہ مانا میاں قادری، مولانا۔ سوانح اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ کراچی ص ۱۵۷

(۱۱) اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ۔ دارالعلوم نعمانیہ لاہور کا تعارف مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء۔ (انجمن نعمانیہ کا تاریخی مطالعہ از سید نور محمد قادری) ص ۲۲

(۱۲) سالنامہ معارف رضا کراچی ۱۹۹۶ء۔ ص ۱۷۰

(۱۳) محمد دین کلیم قادری۔ امام اہل سنت حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی کا لاہور پر فیضان۔ مشمولہ ماہنامہ عرفات لاہور ستمبر اکتوبر ۱۹۷۵ء۔ ص ۷

(۱۴) سالنامہ معارف رضا کراچی ۱۹۹۷ء۔ ص ۱۷۷

(۱۵) سالنامہ معارف رضا کراچی ۱۹۹۶ء۔ ص ۱۶۲

(۱۶) اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ۔ دارالعلوم نعمانیہ لاہور کا تعارف مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء۔ ص ۱۱۔

(۱۷) ماہنامہ جہان رضا لاہور مئی ۱۹۹۳ء ص ۱۶

(۱۸) امام احمد رضا بریلوی مجدد مائۃ حاضرہ۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی رضویہ ج ۱۲ مطبوعہ بمبئی ص ۱۲۸ تا ۱۴۱

(۱۹) دیکھیے نور بخش توکلی علامہ۔ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء۔

(۲۰) دیکھیے ماہنامہ انجمن نعمانیہ لاہور محرم الحرام ۱۳۴۴ھ

(۲۱) حسنین رضا خان بریلوی، مولانا۔ ایمان افروز وصایا شریف مطبوعہ ۱۹۷۴ء۔ ص ۱۸

(۲۲) دیکھیے ماہنامہ انجمن نعمانیہ لاہور۔ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ

(۲۳) دیکھیے قاضی فضل احمد لدھیانوی۔ انوار آفتاب صداقت۔ مطبوعہ لاہور۔

(۲۴) دیکھیے صابر حسین شاہ بخاری، سید: امام احمد رضا محدث بریلوی اور تحریک پاکستان مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء۔ اور "خلفائے امام احمد رضا اور تحریک پاکستان" مطبوعہ لاہور ۱۹۹۷ء۔

(۲۵) ماہنامہ جہان رضا لاہور جنوری فروری ۱۹۹۶ء ص ۲۹

(۲۶) ماہنامہ انجمن نعمانیہ لاہور جمادی الثانی ۱۳۴۳ھ ص ۸

(۲۷) ماہنامہ انجمن نعمانیہ لاہور جولائی ۱۹۳۱ء۔ ص ۸

(۲۸) دیکھیے ماہنامہ انجمن نعمانیہ لاہور ربیع الاول تا شعبان المعظم ۱۳۴۴ھ